Allama Iqbal Open University AIOU BS Islamic Studies Solved Assignment Autumn 2025 Pdf
Code 1902 Study of World Religions

سوال نمبر 1
مطالعہ مذاہب عالم میں برصغیر پاک و ہند کے مسلم مصنفین و مبلغین کی خدمات پیش بیان کریں

مطالعۂ مذاہبِ عالم ایک ایسا علمی و تحقیقی میدان ہے جس میں دنیا کے مختلف مذاہب کا تقابلی مطالعہ، ان کے عقائد و افکار، رسومات و عبادات، اور ان کے اثرات و نتائج کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ مسلمانوں نے ہمیشہ مذاہبِ عالم کے مطالعے کو نہایت سنجیدگی اور ذمہ داری کے ساتھ انجام دیا، کیونکہ اسلام ایک آفاقی مذہب ہے جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہدایت کا پیغام رکھتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں جب اسلام پھیلا تو یہاں پہلے سے ہندو مت، بدھ مت، جین مت، سکھ مت، عیسائیت اور دیگر مذاہب موجود تھے۔ ان سب کے ساتھ مکالمہ اور تقابلی مطالعہ ناگزیر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ برصغیر کے مسلم علما، مصنفین اور مبلغین نے اس میدان میں عظیم خدمات سرانجام دیں۔

ذیل میں برصغیر کے مسلم مصنفین و مبلغین کی خدمات کو تفصیل سے بیان کیا جا رہا ہے۔

ابتدائی پس منظر: برصغیر میں اسلام کی آمد اور مطالعۂ مذاہب کی ضرورت

برصغیر ایک کثیر المذاہب خطہ تھا جہاں مختلف عقائد کے ماننے والے آباد تھے۔ مسلمانوں نے جب یہاں قدم رکھا تو انہیں دعوتِ دین کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کے عقائد سے بھی واقفیت حاصل کرنا پڑی تاکہ مؤثر انداز میں تبلیغ کی جا سکے۔ اس مقصد کے لیے علما نے مختلف مذاہب کے صحیفے اور کتابیں پڑھیں، ان کا ترجمہ کیا اور اسلام کی روشنی میں ان پر تنقید بھی کی۔ یہی مطالعۂ مذاہبِ عالم تھا جس نے اسلامی دعوت کو قوت بخشی۔

حضرت معین الدین چشتی اور صوفیائے کرام کی خدمات

برصغیر میں اسلام کے آغاز کے دور میں صوفیائے کرام نے مطالعۂ مذاہب میں نمایاں کردار ادا کیا۔ انہوں نے مقامی مذاہب اور رسم و رواج کو سمجھ کر تبلیغ کی۔ حضرت معین الدین چشتی، حضرت بابا فرید، حضرت نظام الدین اولیاء اور حضرت شاہ ولی اللہ کے سلسلے کے دیگر صوفیا نے ہندو دھرم کے مختلف نظریات کو سمجھا اور اسلام کا پیغام محبت اور انسانیت کے ذریعے عام کیا۔ یہ عملی مطالعہ مذاہب ہی کی ایک شکل تھی۔

علما اور مصنفین کی علمی خدمات

1. امام رازی اور ان کے اثرات برصغیر میں

اگرچہ امام فخرالدین رازی براہِ راست برصغیر سے تعلق نہیں رکھتے تھے، لیکن ان کی تصانیف "تفسیر کبیر" اور فلسفیانہ مباحث برصغیر میں بہت زیادہ پڑھی گئیں۔ برصغیر کے علما نے ان کی طرز پر ہندو فلسفے اور بدھ مت کے نظریات کا جائزہ لیا۔

2. ابوالفضل اور آئینِ اکبری

اکبر کے دربار کے مشیر ابوالفضل نے "آئین اکبری" اور "اکبر نامہ" جیسی کتابوں میں مختلف مذاہب کی تعلیمات کا ذکر کیا۔ انہوں نے مطالعہ مذاہب کو ایک سیاسی اور سماجی ضرورت کے طور پر اپنایا تاکہ مختلف قوموں اور مذاہب کو ایک لڑی میں پرونا جا سکے۔

3. دارا شکوہ

شہزادہ دارا شکوہ نے مطالعہ مذاہب میں سب سے نمایاں کردار ادا کیا۔ انہوں نے ہندو مذہب کی مقدس کتابوں "اوپنشاد" کا فارسی میں ترجمہ "سرِ اکبر" کے نام سے کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے "مجمع البحرین" تصنیف کی جس میں اسلام اور ہندو مت کے درمیان مماثلتیں تلاش کرنے کی کوشش کی۔ ان کی خدمات مطالعہ مذاہب کے میدان میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

شاہ ولی اللہ اور ان کے شاگردوں کی خدمات

شاہ ولی اللہ دہلوی برصغیر کے عظیم مصلح اور مفکر تھے۔ انہوں نے مطالعہ مذاہب کی ضرورت کو محسوس کیا اور مسلمانوں کو اس جانب متوجہ کیا۔ انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں اسلام کی جامعیت کو اجاگر کیا اور بتایا کہ دیگر مذاہب کی تعلیمات وقتی اور محدود ہیں جبکہ اسلام ابدی ہدایت رکھتا ہے۔ ان کے بعد ان کے شاگردوں نے بھی اس کام کو آگے بڑھایا۔

سر سید احمد خان اور علی گڑھ تحریک

انیسویں صدی میں سر سید احمد خان نے مطالعہ مذاہب پر خاص توجہ دی۔ انہوں نے بائبل اور عیسائی مذہب پر تحقیق کی اور "تبین الکلام" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں بائبل کی تفسیر اسلامی نقطہ نظر سے کی گئی۔ سر سید کا

مقصد مسلمانوں کو یہ بتانا تھا کہ دیگر مذاہب کا مطالعہ کر کے اسلام کی عظمت کو بہتر طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

شبلی نعمانی

مولانا شبلی نعمانی نے بھی مطالعہ مذاہب کے حوالے سے کام کیا۔ وہ نہ صرف اسلامی تاریخ کے ماہر تھے بلکہ انہوں نے دیگر مذاہب کے عقائد اور تاریخ پر بھی لکھا۔ ان کی کتاب "الکلام" میں عیسائیت اور یہودیت کے بارے میں تفصیلی مباحث ملتے ہیں۔

علامہ اقبال کی خدمات

علامہ اقبال نے مطالعہ مذاہب کو فلسفیانہ بنیادوں پر دیکھا۔ ان کی شاعری اور فلسفیانہ مقالات میں ہندو مت، بدھ مت، عیسائیت اور مغربی فکر کے حوالے سے تنقیدی اور تقابلی جائزے موجود ہیں۔ ان کی مشہور کتاب "تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ" میں مغربی فلسفے کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کے مباحث کو اسلام کے ساتھ پرکھا گیا ہے۔

اقبال نے ہندو دھرم اور بدھ مت کے روحانی تصورات کا بھی مطالعہ کیا اور بتایا کہ ان کی اصل روح اسلام میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اسلام ایک ایسا دین ہے جو دنیا کے تمام مذاہب کے بہترین پہلوؤں کو اپنی جامعیت میں سمو لیتا ہے۔

دیگر مصنفین و مبلغین کی خدمات

- **مولانا رحمت اللہ کیرانوی** نے عیسائیت کے خلاف "اظہار الحق" لکھی جو مطالعہ مذاہب کی ایک عظیم مثال ہے۔ یہ کتاب بعد میں یورپ میں بھی مشہور ہوئی۔
- **مولانا مودودی** نے اپنی تصانیف میں مغربی تہذیب اور عیسائی فکر کا تنقیدی جائزہ لیا اور اسلام کے ہمہ گیر پیغام کو اجاگر کیا۔
- **مولانا وحیدالدین خان** نے ہندو مت اور دیگر مذاہب کے ساتھ مکالمے کی بنیاد پر کئی تحریریں لکھیں۔

مطالعہ مذاہب کی تبلیغی جہت

برصغیر کے مبلغین نے نہ صرف علمی سطح پر بلکہ عملی سطح پر بھی مطالعہ مذاہب کی خدمت انجام دی۔ انہوں نے ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کے ساتھ مکالمے کیے اور اسلام کی دعوت دی۔ تبلیغی جماعت کی سرگرمیوں میں بھی یہ پہلو شامل رہا کہ دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ احترام اور فہم کے ساتھ گفتگو کی جائے۔

نتیجہ

برصغیر پاک و ہند کے مسلم مصنفین و مبلغین نے مطالعہ مذاہب عالم میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ انہوں نے علمی، تحقیقی اور تبلیغی سطح پر دیگر مذاہب کا مطالعہ کیا، ان کے مثبت پہلوؤں کو اجاگر کیا اور اسلام کی حقانیت کو واضح کیا۔ ان کی خدمات آج بھی اس بات کا سبق دیتی ہیں کہ اسلام کا پیغام دوسروں

تک مؤثر انداز میں پہنچانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم دیگر مذاہب کو سمجھیں اور ان کے ماننے والوں سے مکالمہ کریں۔

سوال نمبر 2

مطالعہ مذاہب عالم کی عصری ضرورت بیان کریں

مطالعہ مذاہبِ عالم کا مطلب مختلف مذاہب کے عقائد، عبادات، فلسفے، تاریخ، اخلاقی نظام اور تہذیبی اثرات کا سنجیدہ اور علمی جائزہ لینا ہے۔ یہ صرف ایک علمی مشق نہیں بلکہ انسانی سماج کی عملی ضرورت بھی ہے۔ آج کے دور میں جب دنیا گلوبل ولیج بن چکی ہے، مختلف مذاہب اور تہذیبوں کے ماننے والے ایک ہی ملک، ایک ہی شہر اور بعض اوقات ایک ہی محلے میں بستے ہیں، تو مطالعہ مذاہبِ عالم کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ اس ضرورت کو سمجھنے کے لیے ہمیں موجودہ دور کے حالات، مسائل اور عالمی رویوں پر غور کرنا ہوگا۔

---

1. مختلف مذاہب کی موجودگی اور بقائے باہمی

دنیا میں آج بھی ہزاروں مذاہب موجود ہیں۔ بڑے مذاہب مثلاً اسلام، عیسائیت، یہودیت، ہندو مت، بدھ مت اور سکھ مت کروڑوں لوگوں کے ماننے والے رکھتے ہیں۔ اگر ان کے پیروکار ایک دوسرے کے عقائد کو سمجھے بغیر ساتھ رہیں گے تو تصادم اور غلط فہمیاں جنم لیں گی۔ مطالعہ مذاہب انسان کو یہ موقع دیتا ہے کہ وہ دوسروں کے مذہب کو سمجھے، ان کے عقائد کا احترام کرے اور پرامن بقائے باہمی قائم رکھ سکے۔

---

2. مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی کا حل

عصرِ حاضر کا سب سے بڑا مسئلہ مذہبی انتہا پسندی ہے۔ بعض اوقات لوگ اپنے مذہب کو درست اور دوسروں کے مذہب کو باطل سمجھتے ہوئے عدم برداشت کا رویہ اختیار کر لیتے ہیں۔ اس سے معاشرے میں دہشت گردی اور نفرت جنم لیتی ہے۔ مطالعہ مذاہب سے یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ ہر مذہب اپنے ماننے والوں کو اخلاقیات، محبت اور امن کا پیغام دیتا ہے۔ جب نوجوان یہ حقیقت سمجھیں گے تو وہ شدت پسندی کی طرف مائل نہیں ہوں گے۔

---

3. بین المذاہب مکالمہ کی ضرورت

آج کی دنیا میں مذاہب کے درمیان مکالمہ *(Interfaith Dialogue)* ایک عالمی ضرورت ہے۔ مسلمان، عیسائی، ہندو، بدھ اور دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مکالمہ اسی وقت ممکن ہے جب سب اپنے اپنے مذہب کے ساتھ دوسروں کے مذاہب کا بھی مطالعہ کریں۔ یہ مکالمہ غلط فہمیوں کو دور کرتا ہے اور مشترکہ انسانی قدروں کو سامنے لاتا ہے۔

---

4. عالمگیریت اور تہذیبی روابط

گلوبلائزیشن نے دنیا کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے۔ اب ایک مسلمان طالب علم یورپ کی یونیورسٹی میں پڑھتا ہے، ایک ہندو یا عیسائی پاکستان یا مشرقِ وسطیٰ میں کام کرتا ہے۔ ایسے حالات میں مختلف مذاہب کے بارے میں بنیادی معلومات اور فہم ناگزیر ہو گئی ہے تاکہ باہمی روابط کو احترام اور سمجھ بوجھ کے ساتھ استوار کیا جا سکے۔

---

5. تعلیم اور تحقیق میں اہمیت

یونیورسٹیوں میں "مذاہب عالم" ایک الگ مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے طلبہ کو دوسرے مذاہب کی تاریخ اور عقائد سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ یہ علمی مطالعہ محققین کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ تقابلی نقطہ نظر سے مذہب کو سمجھیں اور اس پر تحقیقی کام کریں۔ اس کے بغیر مذہبی علوم کا مطالعہ ادھورا رہتا ہے۔

---

6. اسلام کی دعوت اور تبلیغ کے لیے

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے جو پوری انسانیت کے لیے ہدایت لایا ہے۔ لیکن اسلام کی صحیح تبلیغ اس وقت ہی ممکن ہے جب مبلغ کو دوسرے مذاہب کی تعلیمات اور عقائد کا علم ہو۔ اگر کوئی داعی عیسائیوں سے بات کر رہا ہے تو اسے بائبل کے بنیادی عقائد سے واقف ہونا چاہیے۔ اگر وہ ہندوؤں سے مکالمہ کر رہا ہے تو اسے گیتا اور ویدوں کے حوالے دینا آنا چاہیے۔ اس لیے مطالعہ مذاہب اسلام کی دعوت کے لیے ایک لازمی شرط ہے۔

---

7. مشترکہ انسانی قدروں کا فروغ

ہر مذہب کچھ بنیادی اخلاقیات جیسے سچائی، امانت، محبت، عدل اور خدمتِ انسانیت کی تعلیم دیتا ہے۔ مطالعہ مذاہب سے ان مشترکہ قدروں کو اجاگر کیا جا سکتا ہے تاکہ دنیا ایک پرامن اور خوشحال سماج کی طرف بڑھ سکے۔ یہ نقطہ عصرِ حاضر میں خاص طور پر اہم ہے جہاں نفرت اور جنگوں کی بجائے امن اور یکجہتی کی ضرورت ہے۔

---

8. سیاسی و معاشرتی ضرورت

بہت سے ممالک کثیر المذاہب ہیں جیسے بھارت، پاکستان، امریکہ اور برطانیہ۔ ان ممالک میں سیاست دان، معلمین، اور رہنما اگر دوسرے مذاہب کو سمجھے بغیر فیصلے کریں گے تو وہاں انتشار اور بدامنی بڑھے گی۔ اس لیے مطالعہ مذاہب سیاسی استحکام اور سماجی ہم آہنگی کے لیے بھی لازمی ہے۔

---

9. نوجوان نسل کی تربیت

آج کے نوجوان انٹرنیٹ، میڈیا اور سوشل پلیٹ فارمز کے ذریعے مختلف مذاہب کے لوگوں سے رابطے میں ہیں۔ اگر انہیں اپنے اور دوسروں کے مذاہب کی صحیح معلومات نہ ہوں تو وہ آسانی سے الجھنوں اور شکوک و شبہات میں پڑ سکتے ہیں۔ مطالعہ مذاہب نوجوانوں کو علمی بنیاد پر تیار کرتا ہے تاکہ وہ مثبت سوچ اور برداشت کے ساتھ دنیا کا سامنا کر سکیں۔

---

10. عصر حاضر کے چیلنجز کا مقابلہ

عصرِ حاضر میں سائنس، فلسفہ اور جدید افکار نے مذاہب کو چیلنج کیا ہے۔ ایسے میں یہ ضروری ہے کہ ہم مختلف مذاہب کا مطالعہ کریں تاکہ ان کے فلسفے اور نظریات کو سمجھ سکیں اور اسلام کی روشنی میں ان کا جواب دے سکیں۔ یہ علمی مکالمہ ہی مسلمانوں کو اس قابل بنا سکتا ہے کہ وہ اپنی فکری برتری ثابت کریں۔

نتیجہ

مطالعہ مذاہبِ عالم آج کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ یہ نہ صرف امن اور برداشت کو فروغ دیتا ہے بلکہ بین المذاہب مکالمہ، تعلیم، تحقیق، نوجوانوں کی رہنمائی اور اسلام کی دعوت کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ عصرِ حاضر میں جب دنیا مختلف مذہبی اور تہذیبی کشمکش کا شکار ہے، مطالعہ مذاہب ہمیں ایک دوسرے کو سمجھنے، احترام دینے اور مشترکہ انسانی قدروں کو فروغ دینے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اسلام بھی ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ "تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین" (الکافرون: 6)۔ اس لیے آج مطالعہ مذاہب کو اختیار کرنا وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔

سوال نمبر 3

یہودیت کی مختصر تاریخ بیان کریں

تعارف

یہودیت دنیا کے قدیم ترین اور سب سے زیادہ اثر رکھنے والے مذاہب میں سے ایک ہے۔ یہ مذہب نہ صرف مذہبی روایت کا حامل ہے بلکہ اس نے تاریخ، سیاست، تہذیب اور فلسفے پر بھی گہرا اثر ڈالا ہے۔ یہودیت کو عموماً "سامی مذاہب" میں سب سے پہلی شکل کہا جاتا ہے کیونکہ بعد میں آنے والی دو بڑی ادیان—عیسائیت اور اسلام—نے بھی اسی روایت سے جنم لیا۔ اس لیے یہودیت کی تاریخ کو سمجھنا نہ صرف مذہبی نقطۂ نظر سے ضروری ہے بلکہ انسانی تہذیب کی ترقی کو جاننے کے لیے بھی اہم ہے۔

یہودیت کی بنیاد

یہودیت کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت سے جڑی ہے۔ انہیں یہودی مذہب کا جد امجد مانا جاتا ہے۔ تاہم، عملی طور پر یہودیت کو ایک مکمل مذہب کی حیثیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے ملی، جنہوں نے بنی اسرائیل کو مصر کی غلامی سے نجات دلائی اور تورات کی شکل میں شریعت دی۔ اسی شریعت نے یہودی مذہب کو ضابطہ حیات اور ایک منظم نظام فراہم کیا۔

حضرت یعقوب اور بنی اسرائیل

حضرت یعقوب علیہ السلام جنہیں اسرائیل بھی کہا جاتا ہے، ان کے بارہ بیٹے تھے۔ انہی بارہ بیٹوں کی نسل کو بنی اسرائیل کہا گیا۔ یہودی خود کو انہی کی اولاد سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی یہ شناخت ان کی مذہبی اور قومی تاریخ کا بنیادی حصہ ہے۔ اس کے بعد یہ قبیلے مختلف ادوار میں فلسطین کی سرزمین پر آباد ہوئے اور یہودی مذہب کی بنیاد کو مضبوط کیا۔

حضرت موسیٰ اور یہودیت کی تشکیل

حضرت موسیٰ علیہ السلام یہودی مذہب کے سب سے بڑے پیغمبر مانے جاتے ہیں۔ ان کے دور کو یہودیت کی اصل ابتدا کہا جا سکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو مصر کے فرعون کی غلامی سے آزاد کروایا اور کوہِ طور پر خدا کی طرف سے دس احکام *(Ten Commandments)* حاصل کیے۔ یہی احکام بعد میں تورات کا حصہ بنے۔ تورات یہودی مذہب کی سب سے اہم کتاب ہے اور یہودیوں کی دینی، اخلاقی اور سماجی زندگی کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

سنہری دور: حضرت داؤد اور حضرت سلیمان

حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ادوار کو یہودی تاریخ کا سنہری دور کہا جاتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک مضبوط سلطنت قائم کی جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس میں عظیم ہیکل سلیمانی تعمیر کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب یہودی ایک طاقتور اور خوشحال قوم کے طور پر سامنے آئے۔ ہیکل سلیمانی یہودی مذہب کا سب سے مقدس مقام تھا اور ان کی مذہبی زندگی کا مرکز شمار ہوتا تھا۔

بابل کی اسیری

یہودی تاریخ کا ایک بڑا سانحہ "بابل کی اسیری" تھا۔ چھٹی صدی قبل مسیح میں بابل کے بادشاہ نبوکدنضر نے یروشلم پر حملہ کیا، ہیکل سلیمانی کو تباہ کیا اور ہزاروں یہودیوں کو قید کرکے بابل لے گیا۔ یہودی اس وقت اپنے مذہبی مرکز سے محروم ہوگئے۔ تاہم، بابل کی اسیری کے دوران ہی یہودیوں نے اپنے مذہب کو تحریری شکل میں زیادہ منظم کیا اور اپنے عقائد کو زندہ رکھا۔

جلاوطنی اور ڈائسپورا

رومی سلطنت کے دور میں 70ء میں جنرل ٹائٹس نے دوبارہ یروشلم کو تباہ کیا اور یہودیوں کو فلسطین سے نکال دیا۔ یہودی دنیا بھر میں پھیل گئے۔ اس جلاوطنی کو "یہودی ڈائسپورا" کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد یہودی مختلف ممالک میں اقلیت کے طور پر زندگی گزارتے رہے اور اکثر ظلم و ستم کا شکار بھی ہوئے۔

قرون وسطیٰ میں یہودی

قرون وسطیٰ میں یہودی یورپ، مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ میں آباد ہوئے۔ مسلمانوں کے دورِ حکومت، خصوصاً اندلس (اسپین) میں انہیں خاصی آزادی اور علمی ترقی کے مواقع ملے۔ انہوں نے فلسفے، سائنس اور طب میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ لیکن عیسائی حکمرانوں کے زیر اقتدار یہودی اکثر ظلم و جبر کا شکار ہوئے اور کئی بار ان پر مذہبی مقدمات چلائے گئے۔

جدید دور اور ہولوکاسٹ

جدید دور میں یہودیوں کے لیے سب سے بڑا سانحہ "ہولوکاسٹ" تھا، جب دوسری جنگ عظیم کے دوران نازی جرمنی کے ہاتھوں چھ ملین یہودی قتل کر دیے گئے۔ یہ واقعہ نہ صرف یہودی تاریخ بلکہ پوری انسانی تاریخ کا ایک تاریک باب ہے۔ ہولوکاسٹ نے یہودیوں کی اجتماعی سوچ پر گہرا اثر ڈالا اور دنیا بھر میں ان کی سیاسی حیثیت کو اجاگر کیا۔

ریاست اسرائیل کا قیام

1948ء میں ریاست اسرائیل کے قیام نے یہودیت کی تاریخ میں ایک نیا باب کھولا۔ اب یہودیوں کے پاس ایک آزاد وطن تھا۔ اسرائیل کے قیام کو کئی یہودی مذہبی وعدوں کی تکمیل سمجھتے ہیں جبکہ یہ واقعہ دنیا کی سیاست میں ایک نیا تنازع بھی لے آیا۔ فلسطین کا مسئلہ آج بھی عالمی سیاست کا ایک اہم مسئلہ ہے۔

یہودیت کے فرقے

یہودیت کے اندر وقت کے ساتھ مختلف فرقے وجود میں آئے:

1. **آرتھوڈوکس یہودیت**: یہ سب سے قدامت پسند فرقہ ہے جو تورات اور مذہبی قوانین پر سختی سے عمل کرتا ہے۔

2. **ریفارم یہودیت**: یہ جدید خیالات کا حامل فرقہ ہے جو مذہبی قوانین میں لچک پیدا کرتا ہے۔

3. **کنزرویٹو یہودیت**: یہ دونوں کے درمیان ایک درمیانی راہ اختیار کرتا ہے۔

یہودیت کی مذہبی تعلیمات

یہودیت کا بنیادی عقیدہ توحید ہے۔ یہودی ایک خدا پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کے مذہبی قوانین "حلخہ" کہلاتے ہیں جو ان کی زندگی کے ہر پہلو پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ہفتے کا ایک دن، یعنی "سبت"، عبادت اور آرام کے لیے مخصوص ہے۔ اسی طرح کھانے پینے کے قوانین "کوشر" کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

اسلامی نقطۂ نظر سے یہودیت

اسلام یہودیت کو ایک الہامی مذہب مانتا ہے۔ قرآن میں بنی اسرائیل اور ان کے انبیاء کا ذکر بار بار آیا ہے۔ تاہم قرآن یہ بھی بیان کرتا ہے کہ یہودیوں نے اپنے دین میں تحریف کی اور اللہ کے احکامات سے انحراف کیا۔ اس لیے مسلمانوں کے نزدیک یہودیت کی اصل تعلیمات حق پر مبنی تھیں لیکن بعد میں ان میں تبدیلیاں کر دی گئیں۔

نتیجہ

یہودیت کی تاریخ ایک ایسے مذہب کی داستان ہے جو غلامی، جلاوطنی، ظلم اور تباہی کے باوجود زندہ رہا۔ اس مذہب نے اپنی تعلیمات اور شناخت کو ہر دور میں برقرار رکھا اور آج بھی دنیا کے بڑے مذاہب میں اپنی اہمیت رکھتا ہے۔ یہودیت کی تاریخ کو سمجھنا انسانی تاریخ کو سمجھنے کے مترادف ہے کیونکہ اس مذہب نے عیسائیت اور اسلام کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

سوال نمبر 4
عیسائیت اور اسلام میں وجوہ اختلاف بیان کریں

تعارف

دنیا کے بڑے مذاہب میں عیسائیت اور اسلام دونوں کا شمار ہوتا ہے۔ دونوں کی جڑیں ایک ہی سامی روایت میں پیوست ہیں اور دونوں کی بنیادی تعلیمات توحید، اخلاقیات، عبادات اور آخرت کے تصور کے گرد گھومتی ہیں۔ لیکن ان دونوں مذاہب میں کئی بنیادی اور عملی اختلافات پائے جاتے ہیں جو وقت کے ساتھ نمایاں ہوئے۔ عیسائیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے وابستہ ہے جبکہ اسلام حضرت محمد ﷺ پر نازل شدہ دین ہے۔ اگرچہ دونوں مذاہب میں کئی مشترکہ نکات ہیں، لیکن ان کے عقائد، مذہبی قوانین، شخصیات اور الہامی کتب کے بارے میں مختلف نظریات نے دونوں کو الگ شناخت دی ہے۔

توحید اور تثلیث کا اختلاف

اسلام اور عیسائیت میں سب سے بڑا فرق توحید اور تثلیث کے تصور میں ہے۔

- **اسلام میں توحید:** اسلام کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ صرف ایک اللہ ہے، جو ازلی و ابدی ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ قرآن میں بار بار اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اللہ واحد ہے۔

- **عیسائیت میں تثلیث:** زیادہ تر عیسائی فرقے تثلیث پر یقین رکھتے ہیں یعنی خدا کو تین اقانیم *(Father, Son, Holy Spirit)* کی شکل میں مانتے ہیں۔

مسلمان اس تصور کو شرک قرار دیتے ہیں اور اسے توحید کے خلاف سمجھتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام

- **اسلامی نقطۂ نظر**: اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کے ایک برگزیدہ نبی اور رسول مانتا ہے۔ قرآن کے مطابق وہ اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں۔ اسلام ان کی الوہیت یا خدائی کا انکار کرتا ہے۔

- **عیسائی نقطۂ نظر**: عیسائی حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا، الوہی شخصیت اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ صلیب پر چڑھ کر انسانیت کے گناہوں کا کفارہ بنے۔

صلیب اور کفارہ کا تصور

- **اسلام**: قرآن واضح کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو نہ تو قتل کیا گیا اور نہ ہی صلیب پر چڑھایا گیا بلکہ اللہ نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا۔ اسلام کفارہ کے نظریے کو مسترد کرتا ہے اور انسان کے اعمال کو اس کی نجات کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔

- **عیسائیت**: عیسائیت کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے صلیب پر قربانی دی اور اپنی جان دے کر تمام انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کیا۔ ان کے مطابق نجات ایمان اور مسیح کے خون کے ذریعے حاصل ہوتی

ہے۔

شریعت اور عبادات

- **اسلام:** اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات دیتا ہے جس میں عبادات (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور معاشرتی و قانونی اصول شامل ہیں۔ مسلمانوں کے لیے قرآن اور سنت شریعت کا بنیادی ماخذ ہیں۔

- **عیسائیت:** زیادہ تر عیسائی فرقے شریعت کے بجائے ایمان پر زور دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک پرانی شریعت *(Old Testament Laws)* حضرت عیسیٰ کے آنے کے بعد منسوخ ہو گئی اور اب نجات صرف ایمان اور فضل سے ہے۔ عبادات میں دعا، بپتسمہ، عشائے ربانی *(Holy Communion)* وغیرہ شامل ہیں۔

کتاب مقدس

- **اسلام:** مسلمانوں کے نزدیک قرآن آخری اور محفوظ الہامی کتاب ہے جو حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔ قرآن کے ساتھ ساتھ حدیث اور سنت بھی رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔

- **عیسائیت:** عیسائی بائبل کو اپنی مقدس کتاب مانتے ہیں جو پرانے عہدنامے *(Old Testament)* اور نئے عہدنامے *(New Testament)* پر مشتمل ہے۔ مسلمان پرانے عہدنامے اور انجیل کو اصل میں الہامی مانتے ہیں

لیکن موجودہ صورت کو تحریف شدہ سمجھتے ہیں۔

آخرت اور نجات

- **اسلام:** اسلام میں نجات اعمال اور ایمان کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ ہر شخص اپنے اعمال کا جواب دہ ہے اور قیامت کے دن حساب ہوگا۔
- **عیسائیت:** زیادہ تر عیسائی فرقے نجات کو حضرت عیسیٰ پر ایمان اور ان کے کفارہ پر منحصر سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک ایمان کے بغیر اعمال انسان کو نجات نہیں دلا سکتے۔

پیغمبری کا تصور

- **اسلام:** اسلام تمام انبیاء کو مانتا ہے اور حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی قرار دیتا ہے۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔
- **عیسائیت:** عیسائی صرف عہدنامہ قدیم کے انبیاء اور حضرت یحییٰ *(John the Baptist)* تک کو مانتے ہیں۔ وہ حضرت محمد ﷺ کو نبی تسلیم نہیں کرتے۔

مذہبی رہنما اور ادارے

- **اسلام**: اسلام میں کوئی مرکزی مذہبی اتھارٹی نہیں۔ علماء اور فقہاء رہنمائی فراہم کرتے ہیں لیکن ہر مسلمان براہ راست قرآن اور سنت سے وابستہ ہے۔
- **عیسائیت**: عیسائیت میں مذہبی اداروں اور پیشوائیت کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ خاص طور پر کیتھولک چرچ میں پوپ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

اخلاقی اور سماجی تعلیمات میں فرق

اسلام فرد اور سماج دونوں کو مکمل نظام دیتا ہے جس میں معیشت، سیاست اور معاشرت کے اصول شامل ہیں۔ عیسائیت زیادہ تر فرد کی روحانی اصلاح پر زور دیتی ہے اور دنیاوی معاملات کو نسبتاً کم اہمیت دیتی ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اسلام ایک "مکمل ضابطہ حیات" ہے جبکہ عیسائیت زیادہ تر مذہبی اور اخلاقی پہلوؤں تک محدود ہے۔

نتیجہ

اسلام اور عیسائیت دونوں بڑے الہامی مذاہب ہیں جنہوں نے دنیا کی تہذیب اور تاریخ پر گہرے اثرات ڈالے۔ ان میں کئی مشترکہ نکات جیسے توحید (ابتدائی شکل میں)، انبیاء کی تعلیمات، اخلاقی اقدار اور آخرت کا تصور موجود ہیں۔ تاہم، بنیادی اختلافات جیسے تثلیث، حضرت عیسیٰ کا مقام، صلیب، شریعت، اور نجات کے نظریات نے دونوں کو الگ الگ مذہبی شناخت عطا کی۔ مسلمان اسلام کو مکمل اور آخری دین مانتے ہیں، جبکہ عیسائی اپنے عقائد کو نجات کا واحد

ذریعہ سمجھتے ہیں۔ یہی اختلافات ان دونوں مذاہب کے درمیان تاریخی اور فکری فاصلے کا سبب ہیں۔

سوال نمبر 5
نبی کریم ﷺ کے بعثت کے مقاصد بیان کریں

بعثت نبوی کا تعارف

بعثتِ نبوی ﷺ سے مراد وہ عظیم وقت ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کو انسانیت کی ہدایت، اصلاح اور نجات کے لیے مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد صرف کسی ایک قبیلے، قوم یا علاقے تک محدود نہ تھا بلکہ پوری انسانیت کی رہنمائی تھی۔ قرآنِ کریم میں واضح اعلان ہے کہ آپ ﷺ کو "رحمۃ للعالمین" بنا کر بھیجا گیا ہے۔ گویا آپ کی بعثت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جہالت، ظلم، شرک، جاہلیت اور تفرقہ بازی سے نکال کر ایمان، توحید، عدل اور بھائی چارے کی راہ دکھائی۔

مقصد اول: توحید کا قیام اور شرک کا خاتمہ

نبی کریم ﷺ کی بعثت کا سب سے پہلا مقصد توحید کا اعلان اور شرک کی جڑ کاٹنا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں عرب اور باقی دنیا شرک میں مبتلا تھی۔ لوگ پتھروں، ستاروں، بتوں اور خود ساختہ دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اعلان کیا: "لا إله إلا الله" یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ قرآن کہتا ہے:
"وما أرسلنا من قبلك من رسول إلا نوحي إليه أنه لا إله إلا أنا فاعبدون" (الانبیاء: 25)
ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کی طرف وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، سو میری عبادت کرو۔

مقصد دوم: اخلاقی اقدار کی تکمیل

آپ ﷺ نے فرمایا: **"إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق"** یعنی مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ بعثت نبوی ﷺ سے پہلے دنیا میں اخلاقی اقدار تباہ ہو چکی تھیں۔ جھوٹ، دھوکہ، زنا، ظلم، قتل و غارت عام تھی۔ نبی ﷺ نے لوگوں کو سچائی، دیانت، انصاف، عفت، رحم دلی، عدل اور بردباری سکھائی۔ آپ ﷺ کی تعلیمات نے انسانیت کو یہ بتایا کہ اچھے اخلاق ایمان کا لازمی حصہ ہیں۔

مقصد سوم: ظلم کا خاتمہ اور عدل کا قیام

نبی کریم ﷺ کی بعثت کا ایک بڑا مقصد ظلم اور ناانصافی کا خاتمہ تھا۔ معاشرے میں طاقتور کمزوروں کو دباتے تھے، عورتوں کے حقوق پامال کیے جاتے تھے، غریبوں کو غلام بنایا جاتا تھا۔ قرآن کہتا ہے:
"لقد أرسلنا رسلنا بالبينات وأنزلنا معهم الكتاب والميزان ليقوم الناس بالقسط" (الحديد: 25)
ترجمہ: ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور انصاف کا ترازو نازل کیا تاکہ لوگ عدل پر قائم ہوں۔

مقصد چہارم: انسانیت کو جہالت سے علم کی روشنی دینا

جہالت عرب معاشرے کی سب سے بڑی بیماری تھی۔ لوگ علم و شعور سے خالی تھے۔ نبی ﷺ کی بعثت کا مقصد انسانوں کو علم کی روشنی دینا تھا۔ قرآن کی پہلی وحی ہی علم سے متعلق ہے:
"اقرأ باسم ربك الذي خلق" (العلق: 1)
ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔
آپ ﷺ نے فرمایا: "علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔"

مقصد پنجم: انسانوں کے درمیان اخوت اور اتحاد قائم کرنا

بعثت نبوی ﷺ سے پہلے قبیلوں اور نسلوں کی بنیاد پر نفرت، دشمنی اور خونریزی عام تھی۔ لوگ معمولی بات پر ایک دوسرے کے قتل کے درپے ہو جاتے تھے۔ آپ ﷺ نے انسانوں کو بھائی چارے اور محبت کا درس دیا۔ قرآن کہتا ہے:
"إنما المؤمنون إخوة" (الحجرات: 10)

ترجمہ: بے شک مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔
آپ ﷺ نے مدینہ میں "میثاق مدینہ" کے ذریعے ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جہاں مسلمان، یہودی اور دیگر اقلیتیں امن و انصاف کے ساتھ رہ سکیں۔

مقصد ششم: عورتوں کو حقوق دینا

نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے عورت کو حقیر سمجھا جاتا تھا، بیٹی کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے عورت کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کے طور پر عزت بخشی۔ قرآن نے اعلان کیا:
"وإذا الموؤودة سئلت بأي ذنب قتلت" (التکویر: *8-9*)
ترجمہ: جب زندہ درگور کی گئی بچی سے پوچھا جائے گا کہ کس جرم میں قتل کی گئی۔
آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ بہترین ہو، اور میں اپنے اہل کے ساتھ سب سے بہتر ہوں۔"

مقصد ہفتم: غلامی اور طبقاتی نظام کا خاتمہ

عرب معاشرے میں غلامی عام تھی۔ امیر اور طاقتور غریبوں پر حکومت کرتے اور ان کے حقوق پامال کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے غلاموں کو آزاد کرانے کی تعلیم دی اور یہ اصول دیا کہ سب انسان برابر ہیں۔ حجۃ الوداع کے خطبے میں آپ ﷺ نے فرمایا:
"کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں، فضیلت صرف تقویٰ سے ہے۔"

مقصد ہشتم: دینِ حق کی تکمیل اور ہدایت کا آخری پیغام

نبی ﷺ کی بعثت کا مقصد دین کو آخری شکل دینا تھا۔ قرآن کہتا ہے:
"اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام دينًا" (المائدہ: 3)
ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔
گویا نبی ﷺ کی بعثت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو آخری اور کامل ہدایت فراہم کی۔

مقصد نہم: امن و رحمت کا پیغام

قرآن نے نبی ﷺ کو "رحمۃ للعالمین" کہا۔ آپ ﷺ صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ تمام انسانوں بلکہ پوری کائنات کے لیے رحمت بن کر آئے۔ آپ ﷺ نے جنگوں میں بھی رحم و انصاف کا مظاہرہ کیا اور دشمنوں کو بھی معاف کر دیا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے اعلان کیا: "آج تم پر کوئی گرفت نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

مقصد دہم: آخرت کی یاد دہانی

نبی ﷺ کی بعثت کا ایک اہم مقصد انسان کو آخرت کی حقیقت یاد دلانا تھا۔ لوگ دنیاوی زندگی میں مگن تھے اور آخرت کو بھول گئے تھے۔ قرآن کہتا ہے:
"فمن يعمل مثقال ذرة خيرًا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرًا يره" (الزلزال: 7-8)
ترجمہ: جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ بھی اسے دیکھے گا۔

نتیجہ

نبی کریم ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں توحید کا قیام، شرک کا خاتمہ، اخلاقی اقدار کی تکمیل، عدل کا قیام، علم کی روشنی، اخوت و مساوات، عورتوں اور غلاموں کو حقوق دینا، دین کو مکمل کرنا اور انسانیت کو امن اور رحمت کا پیغام دینا شامل ہیں۔ آپ ﷺ کی تعلیمات آج بھی انسانیت کے لیے روشنی کا مینار ہیں۔